مسئلہ

سیاہ خضاب

تصنیفِ لطیف:

مجددِ مسلکِ اہلِ سنّت

خطیبِ پاکستان علّامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی
پاکستان

مسئلہ

سیاہ خضاب

تصنیفِ لطیف

خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری

ناشر:

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور

نام کتاب	مسئلہ سیاہ خضاب
مصنف	مجدد مسلک اہلسنّت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ
تاریخ اشاعت	جولائی 2008ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	دو ہزار
کمپیوٹر کوڈ	AD17
قیمت	-/24 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212
e-mail:- info@zia-ul-quran.com
Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

سوال

کیا فرماتے ہیں عُلماء دین اس مسئلہ میں کہ سیاہ خضاب لگانا کیسا ہے ؟
یہاں ایک عالِم دین جو صحیح العقیدہ سُنّی حنفی ہیں ان کو مسجد کی امامت سے صرف اس لئے الگ کر دیا گیا ہے کہ وہ سیاہ خضاب لگاتے ہیں۔ حالانکہ مسجد کی انتظامیہ میں بھی سب سنّی حنفی ہیں اور ایک اشتہار بھی بعنوان "سیاہ خضاب لگانا حرام ہے" شائع ہُوا ہے جس میں چند احادیث بغیر کسی حوالہ کے درج کرکے مشتہر نے یہ ثابت کیا ہے کہ :

۱۔ سیاہ خضاب لگانے والا اپنے نبی کا نافرمان ہے۔
۲۔ سیاہ خضاب لگانے والے کا روزِ قیامت اللہ تعالےٰ منہ کالا کرے گا۔
۳۔ سیاہ خضاب لگانا کافروں کی خصلت وعادت ہے۔
۴۔ سیاہ خضاب لگانے والا فرعون کا پیروکار ہے۔
۵۔ سیاہ خضاب لگانے والا اللہ کا دشمن ہے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُس کی مثال جانور (بُڈھا کوّا) کی ہے۔
۶۔ حضور صلیّ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک بھی سیاہ خضاب لگانے والے کی مثال جانور (جنگلی کبوتر) کی ہے جسے جنّت کی خوشبو تک میسّر نہ ہوگی۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان۔ کوئی گنہگار سے گنہگار اُمتی سیاہ خضاب لگانے کا تصوّر تک نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ کسی مبلّغ اسلام اور ممتاز عالمِ دینؒ سے یہ بد تر گناہ سرزد ہو۔ نیز اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ سیاہ خضاب لگانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اُس کو امام بنانا گناہ ہے اور لطف یہ کہ مشتہر خود بھی آج تک سیاہ خضاب لگاتا رہا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرماکر اس مسئلہ کو حقائق کی روشنی میں مدلّل بیان فرمائیں اور اجر و ثواب حاصل کریں۔

سائل

حافظ شیر خاں نیازی کراچی

الجواب

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

سر اور داڑھی پر زرد اور سُرخ خضاب کرنا بالاتفاق جائز بلکہ سُنّت ہے۔ اسی طرح سیاہ خضاب بھی مجاہدین کے لئے بالاتفاق جائز ہے تاکہ دشمن پر رُعب اور ہیبت طاری ہو۔ البتہ محض زینت کے واسطے سیاہ خضاب کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک حرام و مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے مختصر طور پر دلائل ہدیۂ قارئین ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

لہ مبلّغ اسلام اور ممتاز عالمِ دین سے مُراد آپ یعنی حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مدظلہ العالی ہیں۔

احادیثِ شریفہ

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الیھود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم (بخاری شریف ص۸۷۵ ج۲ نسائی شریف)

بے شک یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تو تم (خضاب کرکے) ان کے خلاف کرو۔

(۲) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غیروا الشیب ولا تشبھوا بالیھود ورواہ الاوزاعی قال اخضبوا فان الیھود والنصاری لا یخضبون (نسائی شریف۔ عینی شرح بخاری ص۵۰)

(بالوں کی) سفیدی کو بدلو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ امام اوزاعی نے روایت کی ہے کہ فرمایا خضاب کرو کیونکہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے۔

(۳) حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمر بتغییر الشعر مخالفۃ للاعاجم (طبرانی کبیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کا رنگ تبدیل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے عجمیوں کی مخالفت کے لئے۔

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اخضبوا الحاکم فان الملائکة تستبشر بخضاب المومن۔ — اپنی داڑھیوں کو خضاب کرو۔ پس بے شک فرشتے مومن کے خضاب سے خوش ہوتے ہیں۔

(سراجِ منیر شرح جامع صغیر ص ۶۸/۱)

ان احادیث میں مطلقاً خضاب لگانے کا حکم ہے کسی رنگ کی تخصیص نہیں ہے اس لئے علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری حدیث نمبر ا و نمبر ۳ کے تحت فرماتے ہیں:

وقد تمسك به من اجاز الخضاب بالسواد — اور بے شک اس حدیث سے تمسک کیا ہے اس نے جس نے کالے خضاب کی اجازت دی ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری ص ۳۰۰/۱)

اس کے آگے فرماتے ہیں:

وان من العلماء من رخّص فیه فی الجهاد ومنهم من رخّص فیه مطلقا۔ — اور بلاشبہ علماء میں سے بعض نے جہاد میں (سیاہ خضاب کی) رخصت دی اور اُن میں سے بعض نے مطلقاً بغیر جہاد کے بھی رخصت دی ہے۔

(فتح الباری ص ۳۰۰/۱)

⑤ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے بوڑھوں پر گزرے جن کی داڑھیاں سفید تھیں تو آپ نے ان سے فرمایا

یا معشر الانصار حمروا و صفروا وخالفوا اهل الکتاب — اے گروہ انصار اپنی داڑھیوں کو سرخ اور زرد کرو اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔

(احمد، عینی ص ۵۵، فتح الباری ص ۲۹۹/۱)

اس حدیث میں زرد اور سُرخ خضاب کرنے کا حکم ہے۔

(۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان احسن ما غیرتم به الشیب الحناء والکتم و فی روایة انه افضل (نسائی۔ ترمذی۔ ابنِ ماجہ۔ عینی۔ فتح الباری)

بے شک بہت ہی اچھا ہے جو تم مہندی اور وسمہ سے بالوں کی سفیدی کو بدلتے ہو اور ایک روایت میں ہے کہ بہت افضل ہے۔

اس حدیث میں مہندی اور وسمہ کے خضاب کو احسن و افضل فرمایا گیا ہے۔ مہندی اور وسمہ کے خضاب سے بھی بالوں پر سیاہی غالب ہوتی ہے۔ معمولی سی جھلک سرخی کی نظر آتی ہے کیونکہ وسمہ بالوں کو سیاہ کرتا ہے۔ حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بوسمہ کہ نام گیاہیست کہ باآں سیاہ مے کنند موئے را۔

وسمہ نام ہے ایک گھاس کا جس سے بالوں کو سیاہ کرتے ہیں۔

اشعۃ اللمعات ص ۴۹۹/۴

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

ووسمہ بفتح واو وضم آں وبکسر سین وسکون آں گیاہیست وبعضے گفتہ اند درختے ست بہ یمن کہ سیاہ کردہ میشود ببرگ وے موئے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۶۱۸/۳)

اور وسمہ واو کے زبر اور پیش اور سین کے زیر اور سکون سے کہ وہ ایک گھاس ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ وہ ایک درخت ہے جو یمن میں ہوتا ہے کہ اُس کے پتّوں سے بالوں کو سیاہ کرتے ہیں۔

تیسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

چہ حنا چوں خلط کردہ شود باکتم خضاب سیاہ افتد (ص ۶۱۸/۳)

کہ مہندی اور کتم یعنی وسمہ کو ملا دینے سے خضاب سیاہ ہو جاتا ہے۔

چوتھے مقام پر فرماتے ہیں:

واز کلام بعضے مفہوم می شود کہ خضاب بکتم صرف موجب سواد خالص ست و بخلط و جمع آں باحنا سُرخ آید پختہ مائل بسواد نہ سواد پس مراد خضاب بمجموع حنا وکتم باشد کذا قیل۔ صـ ۶۱۸/۳

اور بعض کے کلام سے یہ مفہوم ثابت ہوتا ہے کہ کتم کا خضاب صرف اور خالص سیاہی کا باعث ہے اور اس میں مہندی ملادینے سے بال بالکل سیاہ نہیں ہوتے بلکہ سُرخ پختہ مائل بہ سیاہی ہوتے ہیں پس خضاب مجموع حنا وکتم سے مُراد ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

پانچویں مقام پر فرماتے ہیں:

وبعضے گفتہ اند کہ کتم ہماں وسمہ است کذا قال الطیبی۔ (صـ ۶۱۸/۳)

اور بعض نے فرمایا ہے کہ کتم، وسمہ ہی ہے جیسا کہ طیبی نے کہا۔

عربی زبان کی مشہور لغت المنجد میں ہے:

(الکتم والکتمان) نبت یخضب بہ الشعر ویصنع منہ مداد الکتابۃ.
(الوسم) شجرۃ ورقھا خضاب۔

(الکتم والکتمان) سبز پتی ہے جس سے بالوں کو خضاب کرتے ہیں اور اسی سے کتابت کی روشنائی تیار کی جاتی ہے
(وسمہ) ایک درخت ہے جس کے پتوں سے خضاب کرتے ہیں:

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وہ جو صحیح حدیث میں وارد ہے کہ سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حنا وکتم سے خضاب فرماتے ہرگز مفید نہیں کہ بتصریح علماء وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا۔ بلکہ سُرخی لاتا جس سے سیاہی کی جھلک ہوتی۔ سُرخ رنگ کا قاعدہ ہے کہ جب نہایت

قوت کو پہنچتا ہے تو ایک شان سیاہی کی دیتا ہے ایسا خضاب بلا شبہ جائز بلکہ محمود جس کی تعریف صحیح حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول۔

(حک العیب ص۷)

اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے ثابت ہوُا کہ حنا اور کتم سے خضاب کرنا بلا شبہ جائز محمود اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کی تعریف منقول ہے اور حنا اور کتم کے خضاب سے سیاہی غالب اور سُرخی مغلوب ہوتی ہے۔

(۷) حضرت صہیب الخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان احسن ما اختضبتم بہ	بیشک سیاہ خضاب جو تم کرتے ہو
ھٰذا السواد ارغب لنسائکم	بہت ہی اچھا ہے۔ اس میں تمہاری
فیکم واھیب لکم فی	بیویوں کے لئے رغبت ہے اور
صدور عدوکم	تمہارے دشمنوں کے سینے میں ہیبت
	ہے۔

(ابن ماجہ کتابُ اللباس)

صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ شریف کی اس حدیث میں غور فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ خضاب کو احسن (بہت ہی اچھا) فرمایا ہے اور اس کے دو۲ فائدے بیان فرمائے کہ اس میں دشمن کے لئے ترہیب ہے اور بیوی کے لئے ترغیب ہے۔ اسی ارشاد گرامی کے مُطابق حق و باطل میں فرق کرنے والے فاروقِ اعظم

(۸) امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انہ کان یامر بالخضاب	کہ بے شک وہ سیاہ خضاب کرنے
بالسواد ویقول ھو تسکین	کا حکم دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے

زوجۃ و اھیب للعدو کہ اس میں بیوی کے لئے تسکین ہے اور دشمن کے لئے ہیبت و رعب ہے (عینی شرح بخاری ص۵۱)

اس روایت میں الفاظ کان یامر بالخضاب بالسواد کو دیکھتے اور یأمر مضارع پر کان کو پیش نظر رکھتے ہوئے بتائیے کہ اس کا مطلب کیا ہوا؟ یہی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہمیشہ سیاہ خضاب کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور اس کے دو فائدے بھی وہی بیان فرمائے جو حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے تھے۔

⑧ اور حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم بسنّتی وسنّۃ الخلفاء الرّاشدین میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سُنّت اور اپنے خلفاء راشدین کی سُنّت۔

تو امیر المؤمنین خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی شے کا ثبوت بعینہٖ حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت ہے۔

انہی ارشادات کے پیشِ نظر امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد اعظم قاضی الشرق والغرب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور بعض ائمہ حنفیہ اور ہزاروں علماء و مشائخ کے نزدیک سیاہ خضاب بلا کراہت جائز ہے چنانچہ

⑨ فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ ص ۱۳۹ میں ہے:

اتفق المشائخ ان الخضاب فی حق الرجال بالحمرۃ سنۃ و انہ من سیماء المسلمین و علاماتھم و اما الخضاب تمام مشائخ کا اتفاق ہے کہ بے شک سرخ خضاب مردوں کے حق میں سنت ہے اور بے شک وہ مسلمانوں کی نشانی اور علامت ہے اور رہا سیاہ خضاب

بالسواد فمن فعل ذالك من الغزاة ليكون اهيب فى عين العدو فهو محمود منه اتفق عليه المشائخ ومن فعل ذالك ليزين نفسه للنساء او يحبب نفسه اليهن فذالك مكروه وعليه عامة المشائخ وبعضهم جوّزوا ذالك من غير كراهته و روى عن ابى يوسف انه قال كما يعجبنى ان تتزين لى يعجبها ان اتزين لها كذا فى الذخيرة

توجو مُجاہد و غازی اُس کو کرے تاکہ دشمن کی نظر میں ہیبت و رُعب طاری ہو تو وہ محمود اور پسندیدہ ہے اس پر بھی مشائخ کا اتفاق ہے اور جو سیاہ خضاب کرے اپنی زینت کے واسطے اپنی عورتوں کے لئے تاکہ ان کے نزدیک پسندیدہ ہو تو یہ مکروہ ہے اور اس پر عامہ مشائخ ہیں اور اُن میں سے بعض مشائخ نے بلا کراہت اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا جیسے مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میری بیوی میرے لئے زینت و آرائش کرے، اسی طرح اُس کو اچھا لگتا ہے کہ میں اُس کے لئے زینت و آرائش کروں۔

(۱۰) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اما الخضاب بالسواد للغزو ليكون اهيب فى عين العدو فهو محمود بالاتفاق وان ليزين نفسه للنساء فمكروه وعليه عامة المشائخ وبعضهم

رہا سیاہ خضاب تو وُہ جنگ کیلئے بالاتفاق محمود ہے تاکہ دشمن کی نظر میں ہیبت اور ڈر طاری ہو اور اپنی زینت کرے عورتوں کے واسطے تو یہ مکروہ ہے اور اس پر عام مشائخ ہیں اور بعض مشائخ نے

جوّزه بلا كراهته وروى عن ابى يوسف قال كما يعجبنى ان تتزين لى يعجبها ان اتزين لها۔

(ردالمحتار شرح دُرالمختار ص۲۹۵/۵)

نے بلا کراہت جواز کا فتویٰ دیا ہے اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جیسے مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میری بیوی میرے لئے زینت و آرائش کرے اسی طرح اس کو اچھا لگتا ہے کہ میں اس کے لئے زینت کروں۔

(۱۱) شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در مطالب المومنین می گوید کہ بعضے از علما گفتہ اند کہ خضاب بسواد ہر کہ از غازیان برائے ہیبت در چشم اعدائے دین کند درست ست و ہر کہ برائے زینتِ نفس و دوستداری زنان سازد مکروہ بود نزد اکثر مشائخ و بعضے تجویز کردہ اند بے کراہت کذا فی المحیط و از امام ابی یوسف در روایتے لاباس بہ آمدہ است

(اشعۃ اللمعات ص۶۱/۳)

مطالب المومنین میں فرماتے ہیں کہ بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ سیاہ خضاب مجاہدین کے لئے دُرست ہے تاکہ دشمنانِ دین کی نظر میں ہیبت رہے اور جو اپنی ذات کی زینت اور عورتوں کی دوست داری کے لئے کرے وہ اکثر مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض نے بلا کراہت جواز کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ محیط میں ہے اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیاہ خضاب میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۲) حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال دخلت على ام سلمه فاخرجت الينا شعرا من

کہ میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے

شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبًا ھذا لفظ البخاری وزاد ابن ماجہ واحمد بالحناء والکتم

جمع الوسائل ص۹۸

ہمارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال نکالا جو خضاب کیا ہوا تھا یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور ابن ماجہ واحمد نے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں وہ بال مبارک مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا ہوا تھا

(۱۳) حضرت ابی رمثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخضب بالحناء والکتم وھذہ الروایۃ صریحۃ فی خضابہ صلی اللہ علیہ وسلم

(جمع الوسائل ص۹۷)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے مہندی اور وسمہ کا اور یہ آپ کے خضاب کرنے میں صریح روایت ہے۔

(۱۴) حضرت ابوجعفر (امام محمد باقر) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

شمط عارضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخضب بحناء وکتم

(مناوی برحاشیہ جمع الوسائل ۹۸/۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں کے بال سفید ہوگئے تو آپ نے مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا۔

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبًا

(جمع الوسائل ص۱۰۰/۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال مبارک خضاب کیا ہوا دیکھا۔

(١٦) حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

رایت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند انس ابن مالک مخضوبا

میں نے انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب کیا ہوا بال مبارک دیکھا۔

(جمع الوسائل ص ١٠١/١)

(١٧) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اختضب ابوبکر بالحناء والکتم (عینی شرح بخاری ص ٥٠)

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا۔

(١٨) شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی حنفی شارح صحیح بخاری علیہ رحمۃ الباری حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ:

ان عثمان کان یخضب بہ وعن عقبہ بن عامر والحسن والحسین انہم کانو یختضبون بہ ومن التابعین علی بن عبد اللہ بن عباس وعروۃ بن الزبیر وابن سیرین والبوبردۃ وروی ابن وہب عن مالک قال لم اسمع فی صبغ الشعر بالسواد نہیا

بیشک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب کرتے تھے اور حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم سیاہ خضاب کیا کرتے تھے اور تابعین میں سے حضرت علی بن عبداللہ بن عباس اور حضرت عروہ بن زبیر اور امام ابن سیرین وابوبردہ بھی سیاہ خضاب کیا کرتے تھے اور ابن وہب نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے

معلوما و وغیرہ احب	روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ
الی وعن احمد فیہ	میں نے سیاہ خضاب کے بارے میں
روایتان وعن الشافعیۃ	کوئی قطعی روایت مخالفت کی نہیں
ایضا روایتان	سنی۔ ویسے میرے نزدیک سیاہ رنگ
(عینی شرح بخاری ص۱۵)	سے دوسرا رنگ پسندیدہ ہے اور امام
	احمد سے بھی اس میں دو روائتیں ہیں
	اور ایسے ہی شافعیہ سے بھی اس میں
	دو روائتیں ہیں۔

(۱۹) امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں:

وخضب جماعۃ بالسواد	اور ایک جماعت نے سیاہ خضاب
روی ذالك عن عثمان	کیا ہے روایت کیا گیا ہے۔ اس کو
والحسن والحسین ابنی	حضرت عثمان اور حضرت حسن وحسین
علی وعقبہ بن عامر	بن علی وعقبہ بن عامر و ابن سیرین و
و ابن سیرین و ابی بردۃ	ابو بردۃ رضی اللہ عنہم اور دوسرے
و آخرین قال القاضی	بزرگوں سے۔ امام قاضی عیاض فرماتے
قال الطبرانی الصواب ان	ہیں کہ امام طبرانی نے فرمایا کہ بیشک
الاثار المرویۃ عن	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی احادیث
النبی صلی اللہ علیہ	مروی ہیں بالوں کی سفیدی کے بدلنے
وسلّم بتغیر الشیب	میں اور نہ بدلنے میں وہ سب صحیح ہیں
وبالنہی عنہ کلہا صحیحۃ	اور اُن میں کوئی تناقض واختلاف نہیں
ولیس فیہا تناقض بل	بلکہ جو بالوں کی سفیدی کے بدلنے کا

الامر بالتغيير لمن شيبة كشيب ابی قحافة والنهی لمن لـه شمط ۔
(نووی شرح مسلم ص ۱۹۹/۲)

کا حکم ہے۔ وہ ایسے بوڑھے کے لئے ہے جس کے سب بال سفید ہوگئے ہوں جیسے حضرت ابو قحافہ اور جو ممانعت ہے وہ ایسے شخص کے لئے ہے جس کے بال (سیاہ وسفید) ملے جلے ہوں۔

(۲۰) شیخ الاسلام علامہ امام بدر الدین عینی حنفی شارح صحیح بخاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

وذكر ابن ابی العاصم باسانيد ان حسنا وحسينا رضی الله عنهما كانا يختضبان به ای بالسواد وكذالك ابن شهاب وقال احبه الينا احلكه وكذالك شرجيل بن السمط وقال عنبسة بن سعيد انما شعرك بمنزلة ثوبك فاصبغه بای لون شئت واحبه الينا احلكه وكان اسماعيل بن ابی عبد الله يخضب بالسواد
(عینی شرح بخاری ص ۵۱/۲۲)

ابن ابی عاصم نے کئی سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ بے شک امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں سیاہ خضاب کیا کرتے تھے اور اسی طرح ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک وہ خضاب پسندیدہ ہے جو اعلیٰ درجہ کا سیاہ ہو اور ایسا ہی شرجیل بن سمط نے فرمایا ہے اور عنبسۃ بن سعید فرماتے ہیں کہ تمہارے بال بمنزلہ تمہارے کپڑوں کے ہیں تو ان کو رنگو جس رنگ سے چاہو اور ہمیں تو اعلیٰ درجہ کا سیاہ خضاب پسند ہے اور حضرت اسماعیل بن ابو عبداللہ بھی سیاہ خضاب کیا کرتے تھے۔

(۱۶) علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں:

وقد رخص فیہ طائفۃ من السلف فھم سعد بن ابی وقاص وعقبہ بن عامر والحسن والحسین وجریر وغیر واحد واختارہ ابن ابی عاصم فی کتاب الخضاب لہ (فتح الباری صفحہ ۳۰۱)

اور بے شک سیاہ خضاب کی رخصت دی ہے۔ سلف کی ایک جماعت نے ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور عقبہ بن عامر اور امام حسن وحسین وجریر رضی اللہ عنہم اور کئی لوگوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن ابی عاصم نے اپنی خضاب کی کتاب میں۔

(۲۱) حضرت ثویر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأیت محمد بن الحنیفۃ یخضب بالحناء والکتم

میں نے حضرت محمد بن حنفیہ (رضی اللہ عنہ) کو مہندی اور وسمہ کا خضاب کرتے دیکھا۔

(طبقات ابنِ سعد صفحہ ۱۱۴/۵)

(۲۲) حضرت عبدالرحمٰن بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت نافع بن جبیر یخضب بالسواد

میں نے نافع بن جبیر (رضی اللہ عنہ) کو مہندی اور وسمہ کا خضاب کرتے دیکھا۔

(طبقات ابنِ سعد صفحہ ۲۱۶/۵)

(۲۳) حضرت محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان عروۃ یخضب قریبا من السواد فلا ادری یجعل فیہ وسمۃ ام لا

حضرت عروہ (رضی اللہ عنہ) خضاب کرتے تھے جو قریب قریب سیاہ ہوتا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ اس میں وسمہ بھی ڈالتے تھے یا نہیں؟ (طبقات ابنِ سعد صفحہ ۱۸۰/۵)

(۲۴) حضرت عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت موسیٰ بن طلحة و قد خضب بالسواد

میں نے موسیٰ بن طلحہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ بے شک انہوں نے سیاہ خضاب کیا ہوا تھا۔

طبقات ابنِ سعد ص۱۶۳/۵

(۲۵) حضرت محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

انه كان يخضب بالحنأ والكتم

کہ بے شک وہ مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا کرتے تھے۔

(طبقات ابنِ سعد ص۱۶۳/۵)

(۲۶) حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے

رأى ابا سلمة بن عبدالرحمٰن يصبغ بالسواد

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ سیاہ خضاب کرتے تھے

(طبقات ابنِ سعد ص۱۵۶/۵)

(۲۷) حضرت سعید المقبری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت ابناء صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبغون بالسواد منهم عمرو بن عثمان بن عفان

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے فرزندوں کو سیاہ خضاب کرتے دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک عمرو بن عثمان بن عفان ہیں۔ رضی اللہ عنہم

(طبقات ابنِ سعد ص۱۶۳/۵)

(۲۸) حضرت عبدالاعلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد

بن علی کرم اللہ وجہہ سے وسمہ اور سیاہ خضاب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

هو خضابنا اهل البيت

وہ ہم اہلِ بیت (نبوّت) کا خضاب ہے

(طبقات ابن سعد ص۳۲۳/۵)

(۲۹) اور تمسک اہلِ بیت نبوت تو خود حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان الفاظ کے ساتھ ثابت ہے کہ فرمایا:

انی تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بيتی ولم يتفرقا حتی يردا علی الحوض فانظروا كيف تخلفونی فيهما

(ترمذی ـ مشکوٰۃ ص۵۶۹)

بے شک میں تم میں ایسی چیز چھوڑنے والا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ ایک لمبی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور میری عترت میرے اہلِ بیت اور یہ دونوں جُدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ یہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے۔ پس دیکھو کہ میرے بعد تم ان دونوں سے کیسے متمسک ہوتے ہو۔

(۳۰) حضرت عطّاف بن خالد الوابصی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت علی عبد الله بن عباس يصبغ بالسواد۔

میں نے علی بن عبُداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) کو سیاہ خضاب کرتے دیکھا۔

(طبقات ابن سعد ص۳۱۴/۵)

(۳۱) حضرت عقبہ بن ابی الصہبا حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

انه کان یخضب بالسواد — بے شک وہ سیاہ خضاب کیا کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۸۵ ج ۷)

(۳۲) حضرت زیاد بن ابی مسلم ابو عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت بکر بن عبدالله یخضب بالسواد — میں نے بکر بن عبداللہ کو دیکھا وہ سیاہ خضاب کیا کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ص ۲۱۱ ج ۷)

(۳۳) حضرت ابو عشانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت عقبه بن عامر یصبغ بالسواد — میں نے عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ سیاہ خضاب کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ص ۴۹۸ ج ۷)

(۳۴) حضرت عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رایت ابراهیم و ابان ابنی جریر بن عبدالله وجدی یخضبون بالحناء والکتم۔ — میں نے جریر بن عبداللہ کے دونوں فرزندوں ابراہیم و ابان کو اور اپنے دادا کو دیکھا کہ وہ مہندی اور وسمہ کا خضاب کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ص ۲۹۷ ج ۶)

(۳۵) حضرت عبداللہ بن ابی سبرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وکان ابوعبیدة یصبغ رأسهٗ ولحیتهٗ بالحناء — حضرت ابو عبیدۃ (رضی اللہ عنہ) اپنے سر اور داڑھی کو مہندی اور وسمہ کا خضاب

والکتم (طبقات ابن سعد صفحہ ۳۸۵) کیا کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنّت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علاّ علی قاری علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے اذان و اقامت میں حضور اکرم صلیّ اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے وقت انگوٹھے چومنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

قلت و اذا ثبت رفعه الی الصدیق رضی الله عنه فیکفی للعمل به لقوله صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی و سنة الخلفا الراشدین (نہج السلامہ صفحہ ٦)	(یعنی اگرچہ اس (انگوٹھے چومنے کے) بارہ میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں مگر جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے تو اس پر عمل کے لئے کافی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے خلفائے راشدین کا طریقہ۔

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت سے ثابت ہُوا کہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نہ بھی ہو تو خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمل ہی امّت کے عمل کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اُمّت پر آپ اور آپ کے خلفاؔ راشدین کا طریقہ لازم ہے۔ اور سیاہ خضاب کے بارے میں تو مرفوع حدیث بھی موجود ہے اور خلیفۂ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم اور دوسرے خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عمل بھی قارئین کرام گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کیا وہ اُمّت کے عمل کے لئے کافی نہیں؟

اعلیٰ حضرت اسی رسالہ کے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقلید کا خود احادیث صحیحہ میں حکم فرمایا

حدیث خلفاء کلام (علامہ) قاری میں گزری۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر ان دونوں کی پیروی کرو جو میرے بعد والئ اُمّت ہوں گے۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (رواہ احمد والترمذی وحسنہ الخ) بلکہ تقلیدِ عام صحابہ ہمارے امام رضی اللہ عنہم وعنہ کا مذہب ہے (نہج السلامہ صنا)

اس عبارت میں اعلیٰ حضرت نے شیخین رضی اللہ عنہما کی پیروی کے ساتھ فرمایا کہ عام صحابہ کرام کی تقلید ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

راقم بندہ آثم عرض کرتا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ سب صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اور ہر ایک کی اقتداء میں ہدایت ہے اور سیاہ خضاب کے بارے میں صحابۂ کرام۔ اہلِ بیتِ اطہار۔ تابعینِ عظام اور اکابر علماء ومشائخ اعلام رضی اللہ عنہم کا لگانا بھی قارئین حضرات گزشتہ سطور میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

دورِ حاضرہ میں بھی ہزاروں علماء ومشائخ جن میں حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے فرزند سید غلام محی الدّین شاہ بابوجیؒ حضرت میاں غلام اللہ صاحب قبلہ ثانی لاثانی شرقپوری۔ علامہ عبدالغفور صاحب ہزاروی اور حضرت پیر خواجہ قمرالدّین صاحب سیالوی رحمہم اللہ تعالےٰ اور استاذ العلماء حضرت علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی وغیرہم جیسے اکابر علماء ومشائخ سیاہ خضاب لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں۔ حالانکہ علماء ومشائخ کے افعال دین میں سند وحجّت ہوتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے یتمسک بافعال اھل الدین۔ کذا فی جوھر الفتاویٰ

(بریق المنار ص۱۸) اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

تو اس مشتہر کے نزدیک وہ سب کے سب معاذ اللہ اپنے نبی کے نافرمان فرعون کے پیروکار، اللہ کے دشمن اور بڈھے کوّے اور جانور۔ بدترین گناہ کے مرتکب قیامت کے دن اللہ سے منہ کالا کروانے والے۔ جنت کی خوشبو تک نہ پانے والے ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان اور گنہگار سے گنہگار امتی سے کمتر ٹھہرے۔ ان کے پیچھے جتنے لوگوں نے جتنی نمازیں پڑھیں سب برباد۔ العیاذ باللہ

اگر یہ کہا جائے کہ یہ سب مجاہد تھے اور مجاہد کے لئے سیاہ خضاب جائز ہے تو اس کے دو جواب حاضر خدمت ہیں۔ ایک یہ کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سیاہ خضاب کو بیوی کے لئے بھی ترغیب و تسکین اور زینت کا باعث قرار دیا ہے!

دوسرا یہ کہ جو ۶ حدیثیں اشتہار میں نقل کی گئی ہیں (۱) سیاہی کے قریب نہ جاؤ (۲) جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ (۳) سیاہ خضاب کرنے والے جنّت کی بُو نہ سونگھ سکیں گے۔ (۴) سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے کیا۔ (۵) اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوّے کو۔ (۶) زرد خضاب مومن کا ہے اور سُرخ خضاب مسلم کا ہے اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔ کیا ان ارشادات میں کہیں مجاہدین کے لئے استثنا ہے؟ اگر ہے تو دکھاؤ؟ اور اگر مطلقاً ہیں تو پھر ان ارشادات کی رُو سے تو مجاہدین بھی ان کا مصداق قرار پا گئے! اور اگر بالفرض کسی وجہ سے مجاہدین کے لئے استثنار ثابت بھی کر دیا جائے (جو کہ ہے) تو کیا آپ جانتے ہیں کہ جہاد اور مجاہدین کی کتنی قسمیں ہیں اگر نہیں تو ملاحظہ فرمائیے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

الجهاد اربع الامر بالمعروف والنهي عن المنكر والصدق في مواطن الصبر و شنآن الفاسق (الفتح الکبیر ص ۲۰۸/۲)

جہاد چار ہیں۔ نیکی کرنے کا حکم دینا۔ بُرائی سے منع کرنا۔ مقاماتِ مُصیبت میں سچائی اختیار کرنا۔ نافرمان سے نفرت کرنا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

افضل الجهاد ان يجاهد الرجل نفسه و هواه (الفتح الکبیر ص ۲۰۸/۱)

افضل ترین جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس اور اس کی ناجائز خواہشات سے جہاد کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم (مشکوٰۃ کتابُ الجہاد)

اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ کفّار ومشرکین سے جہاد کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

ان في الجنة مائة درجة اعدها الله للمجاهدين في سبيل الله

بے شک جنّت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کئے ہیں۔

(مشکوٰۃ کتاب الجہاد)

ان احادیث میں مندرجہ ذیل باتوں کو جہاد فرمایا گیا ہے۔

(۱) نیکی کا حکم دینا۔ (۲) بُرائی سے منع کرنا۔ (۳) مقاماتِ مُصیبت میں صدق وحق پر قائم رہنا۔ (۴) فاسق یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان اور بدعقیدہ سے نفرت کرنا۔ (۵) نفس کی ناجائز خواہشات سے جہاد کر کے ان کو کچلنا۔ (۶) کفّار ومشرکین۔ فساق وفجار۔ بدعقیدہ وبدعمل بے دین وبد مذہب لوگوں کی دلائل حقہ سے تردید وتکذیب کرنا اور دینِ حق اور مذہبِ مہذب اہلِ سُنّت وجماعت کی تائید وتصدیق کرنا بھی یقیناً جہاد ہے۔

جس طرح جہاد کے مختلف درجے ہیں اسی طرح مجاہدین کے لئے جنّت میں مُختلف درجے ہیں جو جس درجے کا مُجاہد ہو گا وہی درجہ اس کو ملے گا۔

فرمائیے مشتہر صاحب!

مجاہدین کی ان قسموں میں سے کس مُجاہد کے لئے خضاب جائز ہے اور کس کے لئے حرام ومکروہ ہے؟

وہ احادیث جن سے سیاہ خضاب حرام ثابت کیا جاتا ہے:۔

(۱) حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یکون قوم فی آخر الزمان	آخر زمانہ میں ایک قوم ایسی ہوگی جو
یخضبون بھذا السواد	ایسا سیاہ خضاب کرے گی جیسے کبوتروں
کحواصل الحمام لایجدون	کے پوٹے وہ جنّت کی خوشبو
رائحۃ الجنۃ (نسائی)	نہ پائیں گے۔

اس ارشادِ گرامی میں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ (۱) وہ قوم آخر زمانہ میں ہوگی (۲) وہ ایسا سیاہ خضاب کریں گے جس کا رنگ جنگلی کبوتروں کے پوٹوں جیسا ہوگا اور زیر بحث سیاہ خضاب زمانۂ سلف سے مختلف فیہ ہے۔ گزشتہ صفحات میں گزرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو احسن فرمایا۔ متعدد صحابہ کرام تابعین عظام اہلِ بیتِ اطہار۔ ائمہ محدثین۔ فقہا حنفیہ اور ہزاروں علماء و مشائخ اس کے جواز کے قائل اور اُس پر عامل ہیں۔ نیز جنگلی کبوتروں کے پوٹے سیاہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اُن میں سیاہی کے ساتھ بہت زیادہ نیلا پن اور ہلکا سا سبز پن بھی ہوتا ہے معلوم ہُوا کہ کچھ لوگ آخر زمانہ میں ہوں گے جو اس رنگ کا خضاب کرینگے یہ ان کی نشانی بتائی گئی ہے جیسا کہ فرمایا:

يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضأن من اللين السنتهم احلى من السكر و قلوبهم قلوب الذئاب يقول الله ابى تغترون ام على تجترؤن فى حلفت لا بعثن على اولئك منهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانا	آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جو دنیا یعنی لوگوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔ لوگوں کو (دکھانے) کے لئے دنبوں کی پوستینیں پہنیں گے۔ نرمی سے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی یعنی بظاہر بڑے اخلاق سے پیش آئیں گے اور دل اُن کے بھیڑیوں کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا وہ میرے ساتھ فریب کرتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں پس مجھے اپنی ذات کی قسم میں اُن پر ایسا فتنہ برپا کروں گا کہ وہ فتنہ اُن کے

(ترمذی شریف)　　　　حلیم و برُدبار یعنی علم و استقلال والے
کو بھی حیران کر دے گا۔

دیکھئے اس ارشاد گرامی میں بھی آخر زمانہ میں نکلنے والی ایک گمراہ درندہ صفت قلوب رکھنے والی قوم کی نشانی بتلائی گئی ہے کہ وہ پوستینیں پہنیں گے۔ نرمی سے زبانیں اُن کی شکر سے میٹھی ہوں گی۔ حالانکہ پوستینیں پہننا اور نرم زبان اور شیریں کلام ہونا کوئی عیب یا گناہ کی بات نہیں مگر یہ ان کی نشانی بتلائی گئی ہے اور ان کی گمراہی کا باعث کچھ اور ہے یہ نشانی نہیں۔ اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا کہ "وہ سر منڈائیں گے۔ اور نمازیں آہستہ آہستہ آرام و سکون سے پڑھیں گے کہ سچے مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر سمجھیں گے حالانکہ وہ بدترین خلق ہوں گے"۔ سر منڈانا۔ نماز آرام و سکون سے پڑھنا تو اچھی بات ہے یہ اُن کے بدترین خلق ہونے کا باعث نہ ہوگا۔

اسی طرح جنت کی خوشبو نہ پانے والی گمراہ قوم کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ایسا خضاب کرے گی جس کا رنگ جنگلی کبوتروں کے پوٹوں جیسا ہوگا مگر اس قوم کے جنّت سے بالکل محروم ہونے کا باعث یہ خضاب کرنا نہ ہوگا بلکہ کچھ اور ہوگا۔ چنانچہ حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

واجاب عن حدیث ابن	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی
عباس رفعه یکون قوم	مرفوع حدیث کہ ایک قوم ہوگی جو سیاہ
یخضبون بالسواد لا یجدون	خضاب کرے گی اور وہ جنّت کی خوشبو
ریح الجنة بانه لا دلالة	نہ پائے گی۔ اس حدیث کا جواب یہ
فیه علی کراهة الخضاب	دیا گیا ہے کہ بے شک اس حدیث میں

بالسواد بل فیہ الاخبار عن قوم ھذہ صفتھم	سیاہ خضاب کی کراہت پر دلالت نہیں بلکہ اس حدیث میں قوم کی نشانی بیان کی گئی ہے۔
(فتح الباری صـ۳۰۱/۱۰)	

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول من خضب بالحناء والکتم ابراھیم واول من اختضب بالسواد فرعون	سب سے پہلے مہندی و وسمہ سے خضاب کرنے والے ابراہیم (علیہ السلام) ہیں اور سب سے پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون ہے۔

(سراج منیر شرح جامع صغیر (صـ۸۲/۲)

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ شارح جامع صغیر فرماتے ہیں قال الشیخ حدیث ضعیف (سراج منیر شرح جامع صغیر صـ۸۲/۲)

افسوس کہ اس ضعیف حدیث کا سہارا لے کر اس نادان نے کتنے بزرگوں کو فرعون کا پیروکار اور جہنمی وغیرہ بنادیا۔ معاذ اللہ۔

فتاویٰ عالمگیری صـ۳۳۴/۵ میں ہے۔

وعن القاسم الصفار الخف الاحمر خف فرعون والخف الابیض ھامان۔	ابو القاسم الصفار سے روایت ہے کہ سرخ رنگ کا موزہ فرعون کا موزہ اور سفید رنگ کا موزہ ہامان کا موزہ ہے۔

تو کیا فرماتے ہیں مشتہر اور اس کے ہمنوا کہ سیاہ خضاب سب سے پہلے فرعون نے کیا تھا۔ لہٰذا سیاہ خضاب لگانے والا فرعون کا پیروکار ٹھہرا۔ اسی طرح سرخ رنگ کا موزہ پہننے والے فرعون اور سفید رنگ کا موزہ پہننے والے ہامان کے

پیروکار ٹھہریں گے یا نہیں؟ فما جوابکم فھو جوابنا۔

③ سیاہ خضاب لگانا کافروں کی خصلت وعادت ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر آپ کے نزدیک سیاہ خضاب لگانا کافروں کی خصلت وعادت ہے تو صرف ٹوپی بغیر عمامہ کے پہننا بھی کافروں، مشرکوں کی وضع ہے ملاحظہ ہو

اعلیٰ حضرت امام اہل سُنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عمامہ کہ سُنّت لازمہ دائمہ ہے یہاں تک کہ علمائے نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا اور حدیث آتی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر حمل کیا۔ علامہ علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا لم یرو انہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون ھٰذا زی المشرکین۔ یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو۔ متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے .... اور خالی ٹوپی خلاف سُنّت ہے اور کیونکر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے۔ اس کا انکار کس درجہ اشد واکبر ہوگا۔ اس کا سنت ہونا متواتر ہے اور سنت متواترہ کا استخفاف کفر ہے ....

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرق ما بیننا و بین المشرکین العمائم علی القلانس۔ ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں: فالمسلمون یلبسون القلنسوۃ وفوقھا العمامۃ اما لبس القلنسوۃ وحدھا فزی المشرکین فالعمامۃ سنۃ۔ مُسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامہ باندھتے ہیں۔ تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سُنّت ہے ...... فرمایا لا تزال امتی علی الفطرۃ

مالبسوا العمائم علی القلانس میری اُمّت ہمیشہ دینِ حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں .... فرمایا ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان ۔ بے شک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے ...... فرمایا ھکذا فاعتموا فان العمامۃ سیماء الاسلام وھی حاجزۃ بین المسلمین والمشرکین اسی طرح عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے (فتاویٰ رضویہ ص ۷۶/۳)

اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ سے حسبِ ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ خالی ٹوپی پہننا اور اُس کے اوپر عمامہ نہ باندھنا کافروں مشرکوں اور بدمذہبوں کی وضع ہے۔

۲۔ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ کفر و ایمان اور مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔

۳۔ عمامہ کا سُنّت ہونا متواتر ہے اور سُنّتِ متواترہ کا استخفاف یعنی اس کو ہلکا سمجھنا کفر ہے۔ کیونکہ

۴۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی نہ پہنی متعین ہُوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

۵۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔ یعنی جب ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا چھوڑ دیں گے دین حق پر نہ رہیں گے۔

تو اب کیا فرماتے ہیں اشتہاری مولوی اور اس کے مُعاونین جو ہمیشہ ٹوپیاں ہی پہنتے ہیں اور اسی سے نماز بھی پڑھا دیتے ہیں کہ جب بغیر عمامہ کے

صرف ٹوپی پہننا کافروں، مشرکوں۔ بدمذہبوں کی وضع ہے تو وہ کافروں مشرکوں اور بدمذہبوں کی وضع اختیار کرنے والے ہوئے یا نہیں؟

فما جوابکم فهو جوابنا!

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر زرد رنگ کے دو کپڑے دیکھے۔

فقال ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسهما وفی روایة قلت اغسلهما قال بل احرقهما	تو فرمایا بے شک یہ کفار کے لباس میں سے ہیں ان کو مت پہنو اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں ان کو دھو (کر رنگ اتار) دوں؟ فرمایا بلکہ ان کو جلا دو۔

(مسلم شریف ص۱۹۳ ج۲)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ زرد رنگ کے کپڑوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لباسِ کفار قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ صحابی عرض کرتے ہیں کہ میں دھوکر رنگ آثار دوں تو ارشاد ہوتا ہے کہ نہیں بلکہ جلا دو۔ حضور کی اس صریح اور شدید ممانعت اور لباسِ کفار قرار دینے کے باوجود جمہور علما صحابہ وتابعین اور امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ثوب معصفر یعنی زرد رنگ کے کپڑے پہننا صرف مکروہ تنزیہی ہے کہ نہ پہنو تو بہتر اور پہنو تو گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ امام نووی شارح صحیح مسلم اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

واختلف العلماء فی الثياب المعصفرة وهی المصبوغة بعصفر فاباحها جمهور العلماء	اور علماء نے اختلاف کیا ہے زرد رنگ کے ساتھ رنگے ہوئے کپڑوں کے پہننے میں تو جمہور علماء صحابہ اور تابعین

من الصحابة والتابعين	میں سے اور جو ان کے بعد ہوئے سب
ومن بعدهم وبه قال الشافعی	نے اباحت فرمائی ہے اور یہی امام
وابوحنیفة ومالك لکنه	شافعی امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے
قال غیرها افضل منها....	فرمایا ہے کہ مباح ہے لیکن یہ بھی فرمایا
وقال جماعة من العلماء	کہ اس کا غیر اس سے افضل ہے اور
هو مکروه کراهة تنزیه	علماء کی جماعت نے فرمایا ہے کہ وہ
وحملوا النهی علی هذا	مکروہ ہے اور یہ کراہت تنزیہی ہے

(نووی صـ۱۹۳)

توسوال یہ ہے کہ جس طرح لباسِ معصفر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثیاب الکفار یعنی کافروں کا لباس فرمایا۔ اسی طرح سیاہ خضاب کو حضور نے کافر کا خضاب فرمایا تو لباسِ معصفر کا پہننا تو صرف مکروہ تنزیہی ہو گناہ بھی نہ ہو اور سیاہ خضاب کا کرنا حرامِ قطعی ہو اور کرنے والا جہنمی ہو اور آخرت میں اُس کا منہ کالا ہو۔ اس عظیم فرق کی کیا وجہ ہے؟ فما جوابکم فهو جوابنا!

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تأکلوا بالشمال فان الشیطان	بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ کیونکہ شیطان
یاکل بالشمال (مسلم)	بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ بائیں ہاتھ سے کھانا فعلِ شیطان ہے۔

لیکن شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی حنفی شارح صحیح بخاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

والاکل بالیمین حمله اکثر	دائیں ہاتھ سے کھانے کو ہمارے اکثر

اصحابنا علی الندب وبہ صرح الغزالی والنووی (عینی ص ۲۸/۲۱) — اصحابِ حنفیہ نے استحباب پر محمول کیا ہے۔ اور امام غزالی و نووی نے بھی یہی تصریح کی ہے۔

علّامہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم شریف اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فیہ استحباب الاکل والشرب بالیمین وکراھتما بالشمال (نووی علی مسلم ص ۱۷۳/۲) — اس حدیث میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھانا پینا مستحب ہے اور بائیں ہاتھ سے مکروہ۔

مفسرِ قرآن حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دُودھ یا پانی یا کوئی اور چیز ہمیشہ داہنے ہاتھ سے برتن تھامے جمہور عُلماء کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے اور داہنے ہاتھ سے کھانا پینا مستحب سنّت (مرآۃ)

شارحین حدیث کی شرح سے یہ ثابت ہوا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا پینا مستحب ہے۔ اگر بائیں ہاتھ سے کھائے پیئے گا تو مستحب کے خلاف کا مرتکب ہوگا اور مستحب کا خلاف یا ترک گناہ نہیں۔

تو کیا فرماتے ہیں اشتہاری مولوی کہ سب سے بڑے کافر، ملعون، دُشمنِ خدا، شیطان کے فعل کو کرنے والا اور سیّد الانبیاء والمُرسلین حبیبِ خُدا احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے خلاف کرنے والا گنہگار کیوں نہیں؟ فما جوابکم فھو جوابنا۔

حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس

عن عشر.... ولبوس الخاتم   چیزوں سے منع فرمایا اُن میں ایک انگوٹھی
الا لذی سلطان (مشکوٰۃ)   کا پہننا بھی ہے مگر بادشاہ کے لیئے۔

دیکھئے اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے بادشاہ کے اوروں کے لئے انگوٹھی پہننا ممنوع فرمایا ہے باوجود اس ممانعت کے آپ سب لوگ انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں؟ فما جوابکم فہو جوابنا۔

④ ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من خضب بالسواد سوّد اللہ   جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالیٰ روزِ
وجهه یوم القیامة   قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں سندہٗ لین کہ اس کی سند نرم یعنی کمزور ہے (فتح الباری ص٣٥١)

کیا ضعیف اور کمزور سند کی حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے کسی چیز کو حرام وغیرہ ثابت کیا جاتا ہے؟ یاد رکھیئے! فرض۔ واجب اور حرام ثابت کرنے کے لئے قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جیسے نصوص قرآن مفسرہ محکمہ۔ سُنّت متواترہ کہ مفہوم اس کا قطعی ہو۔ نہ کہ ضعیف حدیثیں۔

حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایما امرأة تقلّدت قلادة   کہ جو عورت سونے کا ہار پہنے گی قیامت
من ذهب قلدت فی عنقها   کے دن اس کی گردن میں اسی طرح
مثلها من النار یوم القیامة   کا آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت

وایما امراۃ جعلت فی اذنھا خرصا من ذھب جعل اللہ فی اذنھا مثلہ من النار یوم القیامۃ (مشکوٰۃ)	اپنے کانوں میں سونے کی بالی پہنے گی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کانوں میں اسی طرح کی آگ کی بالی ڈالے گا۔

اس حدیث شریف میں عورتوں کے لئے سونے کا ہار اور سونے کی بالیاں پہننے کی ممانعت کے ساتھ ساتھ سخت وعید بھی ہے کہ قیامت کے دن اُس کو آگ کا ہار اور آگ کی بالیاں پہنائی جائیں گی۔ باوجود اس ممانعت اور سخت وعید کے آپ کے گھروں میں سونے کے یہ زیورات پہنے جاتے ہیں اور آپ ان کے جواز کے بھی قائل ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ فما جوابکم فھو جوابنا۔

امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن فرقد جو آذربیجان میں امیرِ لشکرِ اسلام تھے ان کو لکھا کہ جو مال و دولت تمہارے پاس ہے نہ وہ تمہاری کوشش و کاوش کا نتیجہ ہے اور نہ تمہارے ماں باپ کی جدوجہد کا۔ جس کے تم اُن کی طرف سے وارث ہو۔ بلکہ وہ مسلمانوں کا مال ہے اور قوم کی ملکیت ہے تو اس میں سے بلا تخصیص تم اپنی اور دوسرے مسلمانوں اور لشکرِ اسلام کی ضرورتوں کو بغیر اُن کے سوال اور مطالبے کے پورا کرو جس طرح اپنے لئے کرتے ہو اور عیش و عشرت سے بچو۔ اس ہدایت نامہ میں یہ بھی حکم دیا۔

فاتزروا وارتدوا والقوا الخفاف والسراویلات وعلیکم بلباس ابیکم اسماعیل وایاکم والتنعم الخ (نووی ص $\frac{191}{2}$)	چادر اور تہبند پہنو۔ موزے اور شلوار کا پہننا چھوڑ دو۔ اپنے باپ اسمٰعیل (علیہ السّلام) کا لباس اپنے اوپر لازم کرلو۔ خبردار! عیش و عشرت سے بچو۔

کیوں جناب مشتہر صاحب! فرمائیے اب کیا خیال ہے موزے اور سلوار پہننے کے بارے میں جن کو امیر المؤمنین منع فرما رہے ہیں؟ آپ کیوں پہنتے ہیں؟ اور پہننے کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں؟ فما جوابکم فھو جوابنا۔

⑤ اور حدیث حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی داڑھی خالص سفید دیکھ کر فرمایا کہ ان کی سفیدی کو بدل دو وجنبوہ السواد اور ان کو سیاہی سے بچاؤ۔

اس حدیث کے متعلق علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں:

وعن حدیث جابر جنبوہ السواد بانہ فی حق من صار شیب رأسہ مستبشعا ولا یطرد ذالك فی حق کل احد (فتح الباری ص۳۰۱ ج۱۰)

اور حدیث جابر کہ اس کو (یعنی ابو قحافہ کو) سیاہی سے بچاؤ بلاشبہ یہ اس کے حق میں ہے جسکے سر کے بال بالکل سفید ہو گئے ہوں اور یہ حکم ہر ایک کے حق میں درست اور جاری نہیں ہوگا۔

اور علامہ امام حافظ ابن حجر حضرت ابن شہاب زہریؒ سے روایت فرماتے ہیں:

کنا نخضب بالسواد اذا کان الوجہ جدید فلما نغض الوجہ والاسنان ترکناہ۔ (فتح الباری ص۳۰۱ ج۱۰)

ہم سیاہ خضاب کرتے تھے جبکہ چہرہ ترو تازہ (جوانوں کا سا) ہوتا تھا۔ پھر جب چہرے پر جھریاں پڑ گئیں اور دانت ہلنے لگے یعنی بڑھاپا ہو گیا تو اسکو چھوڑ دیا۔

اس لئے کہ بہت زیادہ بوڑھا جس کے بال بالکل سفید ہو چکے ہوں اور وہ ایک عرصہ تک اسی حال میں رہا ہو پھر ایک دم اس کے بال بالکل سیاہ

کر دیئے جائیں تو وہ اچھا بھی نہیں لگتا اور جگ ہنسائی کا باعث بھی بنتا ہے اسی لئے حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلمؐ نے حضرت ابو قحافہ کے متعلق فرمایا کہ ان کو سیاہی سے بچاؤ۔ یہ حکم اُن کے لئے تھا سب کے لئے نہیں جیسا کہ علاّمہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی کا قول گزرا۔

نیز حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلمؐ کا ارشاد کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے وَ خَالِفُوْھُمْ اور تم اُن کی مخالفت کرو یعنی خضاب کرو۔ اور غیرّ وا الشیب واجتنبوا السّواد۔ کہ بالوں کی سفیدی کو بدلو اور سیاہی سے بچو۔ کے متعلق عرض یہ ہے کہ خالفوھم اور غیروا دونوں امر کے صیغے ہیں تو یہ امر وجوبی ہے یا استحبابی ؟ اگر وجوبی ہے تو جو لوگ خضاب کر کے بالوں کی سفیدی نہیں بدلتے وہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے واجب حکموں کے خلاف کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور امر وجوب کا ترک مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کا بار بار ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا جو لوگ خضاب نہیں کرتے وہ مرتکب کبیرہ ٹھہریں گے۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ امر وجوبی نہیں بلکہ استحبابی ہے۔ اسی طرح احتمال یہ ہے کہ واجتنبوا بھی امر استحبابی ہے اور مستحب کی مخالفت کوئی گناہ نہیں۔ خالفوھم، غیرّوا اور واجتنبوا تینوں امر کے صیغے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ پہلے دو حکموں پر تو عمل نہ کیا جائے اور تیسرے حکم پر اس قدر سختی کی جائے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلمؐ نے نھیٰ ان یشرب الرجل قائما۔ اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر پیئے۔ (مسلم شریف)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلمؐ

نے فرمایا لا یشربن احد منکم قائما فمن نسی منکم فلیستقی
تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر ہرگز نہ پیئے تو جو بھول جائے وُہ قے کردے۔
(مسلم شریف)

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر ثابت ہُوا کہ کھڑے ہو کر پینا ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بھول کر بھی کھڑے ہو کر پی لے تو وُہ قے کردے، حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اس صریح ممانعت کی شرح میں حکیم الامّت مفسر القرآن حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ بدایونی فرماتے ہیں:

یعنی کوئی چیز کھڑے ہو کر پینا ممنوع ہے۔ پانی ہو یا دُودھ یا شربت یا کوئی چیز یہ حکم استحبابی ہے یعنی بیٹھ کر پینا مستحب ہے (مرآۃ شرح مشکوٰۃ)

شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدّین عینی حنفی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان النہی محمول علی التنزیہ لاعلی التحریم وھوالذی صار الیہ الائمۃ الجامعون بین الحدیث والفقہۃ (عینی $\frac{۱۹۲}{۲۱}$)	بے شک حدیث میں نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں اور یہی رائے ہے ان ائمہ کرام کی جو حدیث و فقہ کے جمع کرنے والے ہیں۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در نہی از آب ایستادہ خوردن آمدہ وفعل آنحضرت وصحابہ برخلاف آں ثابت شدہ در مواھب لدنیہ از حدیث جبیر بن معظم آوردہ کہ دیدم ابابکر صدیق راکہ می خورد آب را ایستادہ وامام مالک	کھڑے ہو کر پانی پینے کے متعلق ان احادیث میں ممانعت آئی ہے اور اس کے برخلاف حضورؐ و صحابہؓ کا فعل ثابت ہے۔ مواھب لدنیہ میں حضرت جبیر بن معظم سے حدیث لائے ہیں۔

گفتہ کہ چنیں رسیدہ است بما کہ عمر و علی و عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین مے نوشیدند آب ایستادہ وصواب آنست کہ تعارض در احادیث نیست ونہی از برائے تنزیہ است ....

وچوں خلاف است درمیان سلف از صحابہ وغیرھم احتیاط ناخوردن باشد و بے شک عادت شریفہ نشستہ خوردن بود لیکن ایستادہ خوردن حرام نبود کذافی المواہب اللدنیہ۔

(اشعۃ اللمعات) ص $\frac{558}{3}$

وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے اور امام مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمر و علی وعثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے اور حق بات یہ ہے کہ احادیث میں تعارض نہیں ہے۔ اس لئے کہ ممانعت تنزیہی ہے (تحریمی نہیں)

اور چونکہ اس مسئلہ میں سلف صالحین صحابہ کرام وغیرھم میں اختلاف ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نہ پیئے اور بے شک حضور کی عادت شریفہ بیٹھ کر کھانے پینے کی تھی۔ لیکن کھڑے ہو کر کھانا پینا حرام نہیں ہے۔

شارحین حدیث کی عبارت سے ثابت ہوا کہ بیٹھ کر پینا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر پینا ترک مستحب ہے اور ترک مستحب سے کراہت بھی لازم نہیں آتی۔ (دیکھو فتاویٰ رضویہ ص $\frac{451}{3}$)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صریح اور شدید ممانعت کو کہ اگر کوئی بھول کر بھی کھڑے ہو کر پی لے تو وہ اس پانی کو اپنے پیٹ میں نہ رکھے بلکہ قے کر کے نکال دے۔ صرف خلاف اولیٰ اور ترکِ مستحب قرار دیا گیا اور خلاف اولیٰ اور ترک مستحب کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا۔

توسوال یہ ہے کہ ایسی صریح اور شدید ممانعت کی خلاف ورزی کرنے والا گنہگار کیوں نہیں ہوتا؟ فما جوابکم فھو جوابنا!

(۳) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لا یرون شیئاً من الاعمال ترکہ کفرا غیر الصّلوۃ اصحاب مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے۔ رواہ الترمذی والحاکم وقال صحیح علی شرطھما۔ لہٰذا بہت صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تارک الصّلوۃ کو کافر کہتے۔ سیّدنا امیر المومنین مولیٰ علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں من لم یصل فھو کافر جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں من ترک الصلوۃ فقد کفر جس نے نماز چھوڑی وہ بے شک کافر ہو گیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی وابوعمر بن عبد البر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں من ترک الصلاۃ فلا دین لہ جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لا ایمان لمن لا صلوۃ لہ بے نماز کے لئے ایمان نہیں۔ رواہ ابن عبد البر ایضاً۔ امام اسحٰق فرماتے ہیں صح عن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ان تارک الصّلوۃ کافر وکذالک کان رأی اھل العلم من لدن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ان تارک الصلوۃ عمدا من غیر عذر حتی یذھب وقتھا کافر۔ سیّد عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے بصحت

ثابت ہوا کہ حضور نے تارک الصلوٰۃ کو کافر فرمایا اور زمانۂ اقدس سے علماء کی یہی رائے ہے کہ جو شخص قصداً بے عذر نماز ترک کرے یہاں تک کہ وقت نکل جائے، وہ کافر ہے۔ اسی طرح امام ایوب سختیانی سے مروی ہوا کہ ترك الصلوٰۃ کفر لایختلف فیہ۔ ترک نماز بے خلاف کفر ہے۔ ابن حزم کہتا ہے قد جاء عن عمر و عبد الرحمٰن بن عوف و معاذ بن جبل و ابی ھریرۃ و غیرھم من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ان من ترك صلوٰۃ فرض واحد متعمدا یخرج وقتھا فھو کافر مرتد و لا یعلم لھؤلاء مخالف امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم و حضرت عبد الرحمٰن بن عوف احد العشرۃ المبشرۃ و حضرت معاذ بن جبل امام العلماء و حضرت ابو ھریرۃ حافظ الصحابۃ و غیرھم اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین سے وارد ہوا کہ جو شخص ایک نماز فرض قصداً چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے وہ کافر مرتد ہے۔ ابن حزم کہتا ہے اس حکم میں ان صحابہ کا خلاف کسی صحابی سے معلوم نہیں اور یہی مذہب حکم بن عتبہ و ابو داؤد طیالسی و ابوبکر بن ابی شیبہ و زہیر بن حرب اور ائمہ اربعہ سے حضرت سیف السنۃ امام احمد بن حنبل اور ہمارے ائمہ حنفیہ سے امام عبد اللہ بن مبارک تلمیذ حضرت امام اعظم اور ہمارے امام کے استاذ الاستاذ امام ابراہیم نخعی وغیرھم ائمہ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۵/۲)

اعلیٰ حضرت کے ان ارشادات سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور بعض جلیل القدر ائمہ رحمہم اللہ کے نزدیک بالاتفاق بے نماز کافر ہے۔

چنانچہ اس کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ایک جم غفیر قدماتے اہل سنت صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلاشبہ وہ اس وقت و حالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔ صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے قلب میں سستی و کسل نے جگہ پائی۔ نماز میں کامل چستی و مستعدی کہ صدر اول میں مطلقاً ہر مسلمان کا شعار دائم تھی اب بعض لوگوں سے چھوٹ چلی وہ امارت مطلقہ و علامت فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۷/۲)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

بے نماز کو ہمارے امام نے کافر نہ کہا مگر بہت صحابۂ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام نے اس کی تکفیر کی اور خود صحیح حدیث میں ارشاد من ترك الصلوٰة متعمدا فقد کفر جہارا جس نے قصداً نماز ترک کی وہ علانیہ کافر ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۲۴/۲)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

بلاشبہ صدہا صحابۂ کرام و تابعین عظام و مجتہدین اعلام و ائمہ اسلام علیہم الرضوان کا یہی مذہب ہے کہ قصداً تارک صلوٰۃ کافر ہے اور یہی متعدد حدیثوں میں منصوص اور خود قرآن کریم سے مستفاد اقیموا الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین۔ نماز قائم کرو اور کافروں سے نہ ہو جاؤ۔ زمانہ سلف صالح خصوصاً صدر اول کے مناسب یہی حکم تھا اس زمانہ میں ترک نماز علامت کفر تھا کہ واقع نہ ہوتا تھا مگر کافر سے جیسے اب زنار باندھنا یا قشقہ لگانا علامت کفر ہے۔ جب وہ زمانۂ خیر گزر گیا اور لوگوں میں تہاون (سستی) آیا وہ علامت ہونا جاتا رہا اور اصل حکم نے عود کیا کہ ترک نماز فی نفسہ کفر نہیں۔ جب تک اسے ہلکا یا حلال نہ جانے یا فرضیت نماز سے منکر نہ ہو۔ یہی مذہب سیدنا امام

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ حنفی کہ ظنی طور پر اس کے خلاف کا معتقد ہو خاطی ضرور ہے کہ اب یہ حکم خلاف تحقیق و نامنصور ہے۔ (فتاوی رضویہ ص۲۴۲/۲)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ارشادات سے واضح طور پر ثابت ہُوا۔

۱۔ صدہا صحابۂ کرام تابعین عظام و مجتہدین اعلام و ائمہ اسلام علیہم الرضوان کا یہ ہی مذہب ہے کہ تارک نماز کھلا کافر ہے۔

۲۔ یہی متعدد حدیثوں میں منصوص اور خود قرآن کریم سے مستفاد۔

۳۔ اُس وقت اور اس حالت کے لحاظ سے یہی مناسب حکم اور ایک بڑا قوی مذہب تھا۔

۴۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و عہد صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں ترک نماز اسی طرح علامتِ کفر تھا جس طرح اب ہمارے زمانہ میں قشقہ لگانا یا زنار باندھنا۔

۵۔ جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض لوگوں کے دلوں میں سستی و کسل نے جگہ پائی اور وہ پہلے جیسی چستی و مستعدی نہ رہی اور لوگ نماز چھوڑنے لگے تو اب اس کا ترک علامتِ کفر نہ رہا۔

۶۔ ترکِ نماز چونکہ فی نفسہٖ کفر نہیں۔ جب تک اسے ہلکا یا اس کا چھوڑنا حلال نہ جانے یا فرضیت کا منکر نہ ہو۔ یہی مذہب ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔

۷۔ اب ہمارے زمانہ میں تارک نماز کو کافر و مرتد کہنا خطا و خلاف تحقیق و نامنصور ہے۔

تو اب کیا فرماتے ہیں سیاہ خضاب کو حرام قرار دینے والے مشتہر اینڈ کمپنی کہ ترکِ نماز جو عہد نبوی و عہد صحابہ میں بالاتفاق علانیہ کفر تھا وہ بعض لوگوں کی سستی کی وجہ سے کفر کیوں نہ رہا؟ فما جوابکم فھو جوابنا!

حالانکہ نماز کی فرضیّت نص قطعی سے ثابت اور بقول اعلیٰ حضرت ترک نماز کا کفر ہونا احادیث سے منصوص بلکہ قرآن سے مستفاد۔ تو خضاب کا مسئلہ تو اس درجہ کا نہیں وہ تو ایک فروعی اور اختلافی مسئلہ ہے جس کا ثبوت ارشاد نبوی اور عمل خلفاء راشدین اور صحابہ و تابعین اور ہزاروں علماء و مشائخ سے پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کو حرام قطعی کہنا اور لگانے والے کو جہنمی وغیرہ قرار دینا کیونکر درست ہے؟ فما جوابکم فھو جوابنا!

مشتہرین اینڈ کمپنی سے گزارش ہے کہ آپ صرف سیاہ خضاب کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں اور صرف اُس کی حرمت کے قائل کیوں ہیں جبکہ حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم مطلقاً خضاب کو خواہ کسی رنگ کا ہو مکروہ سمجھتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کان یکرہ تغیرا لشیب۔ (مشکوٰۃ ص۳۷۸ عینی ص۵۰/۲۲)

کہ بے شک نبی صلّی اللہ علیہ وسلم بالوں کی سفیدی کے بدلنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

من شاب شیبۃ فی الاسلام کانت لہ نورا یوم القیامۃ الا ان ینتفھا او یخضبھا۔ (عینی ص۵۰/۲۲)

جس نے اسلام میں اپنے بال سفید کر دیئے یعنی بوڑھا ہو گیا تو وُہ بالوں کی سفیدی قیامت کے دن اس کے لئے نور ہو گی مگر یہ کہ ان سفید بالوں کو کھینچ دے یا اُن پر خضاب کر دے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یکرہ خصالاً فذکر منہ تغیر الشیب۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن عادتوں اور خصلتوں کو مکروہ سمجھتے تھے اُن میں سے ایک بالوں کی سفیدی کو بدلنا ہے۔ (عینی ص ۵/۲۲)

ان احادیث کے پیشِ نظر آپ کو سُرخ۔ زرد اور حنا وکتم ہر رنگ کے خضاب کی مخالفت پر کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ اس لئے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالوں کی سفیدی کا بدلنا ہی ناپسند تھا تو پھر حضور کی پسند کے خلاف کیوں ہونے دیا جائے۔ اور اس میں مجاہد اور غیر مجاہد کی کوئی تخصیص یا استثنا بھی نہیں ہے۔

تو جنابِ والا! جس طرح ان احادیث میں جن میں ہر رنگ کے خضاب کی کراہت ثابت ہے اور اُن احادیث جن میں خضاب کرنے کا حکم اور اظہارِ پسندیدگی ہے، آپ تطبیق دے لیتے ہیں۔ اسی طرح ان روایات میں جن کو ہم نے سیاہ خضاب کے بارے میں نقل کیا ہے تطبیق دینے کی کوئی صورت نکالیں ورنہ آپ کے فتوے کی زد میں بڑی بڑی مقتدر ہستیاں آگئی ہیں۔ اپنی فکر تو آپ کو کیا ہو گی۔ اور کیا ہو سکتی ہے؟

حرفِ آخر! اس ساری بحث کو پیش کرنے کے بعد بھی عرض یہ ہے کہ مسئلہ سیاہ خضاب بہر حال ایک فروعی واختلافی مسئلہ ہے اور مسائل فروعیہ میں نیک نیتی کے ساتھ دلائل شرعیہ کی روشنی میں دو رائیں رکھنا یا کسی کی رائے سے اختلاف کرنا ممنوع نہیں۔ ہاں! مسائل فروعیہ میں غلو و تشدد کرنا ممنوع ہے۔

سیاہ خضاب کے متعلق چند دلائل اور مختصر بحث کے بعد عرض کروں کہ ہمارے نزدیک سیاہ خضاب کرنا زیادہ سے زیادہ خلافِ اولیٰ یا مکروہ تنزیہ ہے یعنی نہ کرے تو بہتر ہے اور کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ ہمارے بعض بزرگوں نے سیاہ خضاب کو حرام لکھا ہے، اسی طرح انہوں نے لڑکیوں کو لکھنا سکھانا اور لڑکیوں کا بالا خانوں میں رہنا اور لڑکیوں کو سورۂ یوسف کا ترجمہ پڑھانا بھی ناجائز و حرام لکھا ہے۔ اسے ان کے کمال تقویٰ پر ہی محمول کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں فی الحقیقۃ ان کے متعلق کوئی بدگمانی نہیں اور نہ ہم اُن پر کوئی اعتراض کرتے ہیں اور نہ ہمیں اُن کی بزرگی میں کوئی شبہ ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہمیں اس سوال کا جواب لکھنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں تھی تا آنکہ ہمیں اشتہارمیں، اپنے نبی کا نافرمان، فرعون کا پیروکار، اللہ کا دشمن اور بڈھا کوّا اور جانور، بدترین گناہ کا مرتکب، جنت کی خوشبو نہ پانے والا، جہنّمی، قیامت کے دن اللہ سے منہ کالا کروانے والا، ادنیٰ ترین مسلمان اور گنہ گار سے گنہ گار اُمّتی سے کمتر اور ہمارے مقتدیوں کی نماز کو فاسد قرار دیا گیا تو حقیقتِ حال جاننے کے لئے سوالوں کی بھرمار ہو گئی اور اظہارِ حقیقت کے لئے یہ جواب ضروری ہو گیا تاکہ برادرانِ اسلام اس غلط پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

ربُّ العزّت جلّ مجدہٗ الکریم سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں دین و مذہبِ حق پر قائم رکھے اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ مکرّم، رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اپنے پیاروں کی محبّت و اطاعت کی سچی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین بندہ!

محمّد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ

بندہ!
محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ